اصلی اور نقلی

پیر

میں فرق



تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیش لفظ

فقیر عرصہ سے غلط قسم کے پیروں فقیروں سے مصروفِ جہاد ہے لیکن افسوس کہ میری سُنّی برادری میرے ساتھ تعاون کے بجائے الٹا غلط قسم کے پیروں فقیروں کا ساتھ دیتے ہوئے فقیر سے مخالفت بلکہ اذیت رسانی (تکلیف پہنچانے) تک نوبت پہونچاتے ہیں لیکن گدا گر (فقیر) کا کام ہے خیرات لینا۔

آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را [1]

فقیر صدا لگا رہا ہے امید ہے کہ یہ صدا بصحرا (دیوار سے سر ٹکرانے کے مترادف) ثابت نہ ہوگی ان شاءاللہ یہ آواز کبھی صورِ اسرافیل بن جائے گی الحمدللہ اس کا آغاز مولانا حافظ عبدالکریم صاحب قادری رضوی خطیب جامع مسجد حیدری درگاہ سید محمد شاہ دولھا سبز واری کندی والا بخاری علیہ الرحمہ، کھارادر کراچی فرما رہے ہیں امید ہے اس کا آغاز ایک باعمل عالم اور بہترین خادمِ دین سے ہو رہا ہے تو دن بدن یہ تحریک زور پکڑے گی کہ عوام بلکہ خواص جاہل پیروں اور بے عمل گدی نشینوں کو یا تو راہ راست پر لا سکیں گے یا ان سے بے زار ہو جائیں گے یہی ہمارا مقصدِ اولین ہے۔

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہٗ

---

1) یہ شعر عرفی شیرازی کا ہے۔ ترجمہ: کتوں کی آواز ایک فقیر کے رزق کو کم نہیں کر سکتی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمُ

اما بعد! دورِ حاضرہ میں جیسے دوسرے اُمور میں نقل کا غلبہ ہے آیا ایسے ہی شعبہ پیری مریدی میں بھی نقل کا زور ہے اس لئے یہ رسالہ "اصلی و نقلی پیر میں فرق" ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس سے کسی پر طعن و تشنیع (برا بھلا کہنا) مطلوب نہیں بلکہ عوام اہلِ اسلام کو آگاہی مقصود ہے کہ جس طرح وہ اپنے دنیوی اُمور میں اصلی و نقلی کی پہچان کر کے اصلی شے خریدتے ہیں ایسے ہی پیری مریدی میں بھی اصلی و نقلی پیر کی پہچان کریں کیوں کہ نقلی پیر خود گمراہ ہے،

او خویشتن گم است که را رهبری کند [2] یعنی جو خود گم ہے دوسروں کی خاک رہبری کرے گا۔

بلکہ جب اس کے کرتوت اعمال اقوال، یعنی گفتار، رفتار کردار اُسے جہنم میں لے جانے والے ہیں تو وہ دوسروں کی نجات کہاں سے لائے گا اسی لئے مولانا رومی قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے:

گرولی اینست لعنت بر ولی یعنی اگر ولی (اسی چیلے شیطانی کا نام ہے) تو ایسے ولی پر لعنت۔

فقیر اس تصنیف میں اصلی اور نقلی پیروں کی فہرست پیش کرتا ہے اور اصلی پیروں کے وہ ارشادات جو انہوں نے رہتی دنیا تک جملہ مریدوں کو ہدایات کے طور فرمائے ہیں، نقل کر کے نقلی پیروں کے متعلق چند اُصول عرض کر کے اُن کے چند ایک واقعات عرض کرے گا۔ اس کے باوجود پھر بھی کوئی نقلی پیروں کو نہیں چھوڑتا تو وہ دنیا میں تو ذلت و خواری اٹھا رہا ہے، کہ خدا تعالیٰ کے مغضوب (غضب شدہ) بندے کا غلامِ بے دام (وفادار غلام) ہے۔ آخرت میں اور زیادہ ہو گا جب اصلی پیروں کے مریدین بہشت کی راہ لیں گے اور یہ نقلی پیر کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

اصلی پیر: وہ تھے (اصحاب کہف اسی طرح سے امت حبیب خدا ان میں ان سے بڑھ کر) کتّا ان کی صحبت میں آیا بہشتی (جنتی) بن گیا۔

نقلی پیر: کنعان بن نوح علیہ السلام کہ خاندانِ نبوت میں پیدا ہونے اور نبی زادہ ہونے کے باوجود ہزاروں تابعداروں کے ساتھ جہنم میں جائے گا اگر آج پیر زادے غلط عقائد اور گندے کرتوتوں میں مُلوث ہیں تو پھر کوئی جاہل مرید اُن کے ساتھ جہنم میں جانا چاہتا ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

اصلی پیرانِ عظام کی فہرست

نمبر شمار	اسم گرامی پیر بزرگ	مختصر فہرست مریدین
۱	حضور سید عالم حضرت محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	ایک لاکھ یا دو لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش پیغمبران عظام جملہ ملائکہ کرام کل کائنات اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کم و بیش اور جملہ مسلمان تا قیامت
۲	جملہ صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین	صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم
۳	سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدنا حسن بصری کی و جملہ سلاسل طیبہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ
۴	سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سلسلہ اویسیہ کے جملہ اولیاء کرام
۵	سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ)	سلسلہ قادریہ کے شہنشاہ پھر ان کے مریدین اللہ اللہ

2) یہ شعر شیخ سعدی کی گلستانِ سعدی کا ہے۔ ترجمہ: "وہ خود ہی گم ہے، وہ کسی اور کی رہنمائی کیسے کر سکتا ہے؟"

۶	سیدنا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	سلسلہ چشتیہ جن میں خواجہ قطب الدین، خواجہ فرید الدین، خواجہ صابر خواجہ نظام الدین رحمہم اللہ
۷	حضرت خواجہ شہاب الدین	سلسلہ سہروردیہ جن میں غوث بہاء الحق ملتانی شیخ سعدی سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہم ہیں عمر سہروردی قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ
۸	خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ ورحمۃ اللہ علیہ	سلسلہ نقشبندیہ جن میں حضرت باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

اصلی اور سچے پیروں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ لکھتے لکھتے درخت قلم دریا وسمندر سیاہی ہوں تب بھی یہ ختم ہو جائیں گے لیکن ان کے اسماء گرامی ختم نہ ہوں گے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اصلی پیرانِ عظام کی کھری اور سچی نشانی رسولِ اکرم ﷺ کی شریعت اور سنت کی پیروی۔ اگر اس کے خلاف ہے تو سمجھو وہ شیطان کا کھلونا ہے خواہ وہ آسمان پر اُڑے اور دریا میں چلے وغیرہ۔ کیونکہ ولایت کا معیار کرامات کا صدور نہیں بلکہ شریعت و سنت کی پیروی ہے۔

خلافِ پیمبر کسی رہ گُزید — کہ ہرگز بہ منزل نخواھد رسید[3]

یعنی رسولِ اکرم ﷺ کی شریعت و سنت کے خلاف جو بھی ہے وہ کبھی منزل مقصود کو نہ پہنچے گا۔

اصلی پیرانِ کرام: وہی ہیں جو رسولِ اکرم ﷺ کی سنت و شریعت کے پابند ہیں حدیث و فقہ کی کتب میں تصریحات موجود ہیں ہم یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ نمونے عرض کر دیں جو ان کے اتباعِ سنّت کے انتہائی پر دلالت کرتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتباعِ نبی ﷺ میں اِنہماک:

(۱) نسیم الریاض ص ۳۴۷ ج ۳ میں امام احمد بن حنبل اور بزّار سے بسندِ صحیح مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی اونٹنی کو (جس پر سوار تھے) ایک مکان میں گھمایا آپ سے سوال ہوا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو فرمایا: لَا أَدْرِي إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ فَفَعَلْتُهُ.[4]

یعنی میں وجہ نہیں جانتا مگر یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا تھا آپ کی اقتدا کرتے ہوئے گھمایا ہے۔

(۲) مشکوۃ شریف باب الدعوات فی الاوقات ص ۲۱۴ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک چوپایہ سوار ہونے کے لئے دیا گیا جب آپ نے رِکاب (قدم رکھنے کی جگہ) مبارک میں قدم رکھا بِسْمِ اللهِ کہا اور جب سوار ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا پھر پڑھا: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا۔ الایۃ پھر تین بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، تین بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ تین بار سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي الخ پڑھا پھر آپ نے عرض کی گئی یا امیر المومنین آپ کیوں ہنسے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اس طرح کیا تھا جس طرح میں نے کیا ہے۔[5]

(۳) مشکوۃ شریف ص ۱۴۹ میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پتھر کی طرف کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں بازوؤں کو کپڑے سے ظاہر کیا۔ مطلب کہتے ہیں کہ مجھے اس نے کہا جس نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجھے خبر دی تھی:

---

3) یہ شعر سعدی شیرازی کا ہے۔

4) (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، 379/3، مطبعه عثمانيه، 1894م)

5) (مشكاة المصابيح، كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني، 752/2، الحديث2434-[19]، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ[6]

یعنی گویا میں حضور کے دونوں بازوؤں کی سفیدی کو اب دیکھ رہا ہوں جیسا کہ آپ نے ان سے کپڑے کو ہٹایا تھا پھر آپ نے اس پتھر کو ان کے سر کے قریب رکھ دیا۔

(۴) خُفَّاجی اور شرح شفا ملا علی قاری ص ۳۳۰ ج ۳ میں بحوالہ موطا امام مالک ونسائی وابن ماجہ مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''ہم صرف اسی طرح کرتے ہیں جس طرح حضور ﷺ کو کرتے دیکھا ہوتا ہے۔''[7] معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم ﷺ کا تصوّر کرتے ہوئے آپ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے تھے اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر کوئی پیر فقیر نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں اَغوات واَقطاب صرف ایک صحابی رسول کا مقابلہ نہیں کرسکتے وہ صرف اور صرف اسی لحاظ سے کہ وہ اپنے نبی پاک کے ﷺ کے سچے اور پکے تابعدار تھے اس علت وضابطہ (قاعدہ) کو مد نظر رکھ کر اَسلاف صالحین رحمہم اللہ نے عُلمائے باعمل کو اولیائے خدا بتایا لیکن اس کے بر عکس دورِ حاضرہ میں عوام کو علمائے کرام سے بد ظن کرا کر جاہل لوگ بے عمل اولیاء بننے میں مصروف ہیں حالانکہ علمائے ذی وقار یعنی اپنے علم پر عمل کرنے والے ہی اولیاء ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ،

إِنْ كَانَ الْعُلَمَاءُ لَيْسُوا بِأَوْلِيَاءَ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ وَلِيٌّ.[8] یعنی اگر علماء اولیاء نہیں تو پھر کوئی اللہ کا ولی نہیں۔

نیز فرماتے ہیں: اَلْأَوْلِيَاءَ وَهُمُ الْعُلَمَاءُ الْعَامِلُونَ[9] یعنی یہ با عمل علماء کرام ہی اولیاء اللہ ہیں۔ (مرقات ج ۵ ص ۱۰۴)

معلوم ہوا کہ ہمارے دعوی اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ کے قول کی حقیقت ایک ہی ہے کہ علماء عاملین ومحدثین کرام اولیاء عظام ہی ہیں یاد رہے کہ مذکورہ بالا قول نہ صرف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بلکہ امام خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ محققین وعلمائے راسخین یہی فرماتے ہیں چند سچے اور اصلی پیروں کے اقوال واحوال ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے۔

مقصدِ بیعت: دورِ حاضرہ میں رواج ہو گیا ہے پیر صاحبان اپنے مریدین سے اپنے دینوی اُمور پر اتنا کنٹرول (Control) فرماتے ہیں کہ مرید جان تو دے سکتا ہے لیکن پیر کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیئے۔ لیکن کنٹرول (Control) اتباعِ شریعت کے لئے ہونا چاہیئے اس لئے کہ بیعت کا اصل مقصد یہی ہے۔

اصطلاح صوفیہ میں مرشد کے ہاتھ پر مکمل اتباع فرمانبر داری کے عہد وپیمان کا نام "بیعت" ہے۔ جس کو عام طور پر پیری مریدی کہا جاتا ہے۔ یہ بیعت خیر القرون (قرونِ ثلاثہ) سے آج تک برابر صوفیہ کرام کا معمول رہی ہے۔ جس کے جواز ومَشْرُوْعِیَّتْ پر بہت سی آیتوں اور حدیثوں کی شہادت ہے جن میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

بیعت کا ثبوت قرآن سے:

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (پ ۲۶، سورۃ الفتح: ۱۰)

6) (مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت، الفصل الثاني، 536/1، الحديث 1711-[19]، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

7) (نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، 371/3، مطبعه عثمانيه، 1894م

8) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الرياء والسمعة، الفصل الثاني، 3339/8، الحديث 5328، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

9) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الرياء والسمعة، الفصل الثاني، 3340/8، الحديث 5328، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

ترجمہ: بے شک جو لوگ (اے رسول) تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ در حقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ (جیسا اسکے شان کے لائق ہے) ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

(۲) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پ۲۶، سورۃ الفتح:۱۳)

ترجمہ: یقیناً اللہ ان مومنین سے خوش ہو گیا جو درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ ہر دو آیات حُدَیْبِیَہ کی بیعت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ جب نبی مدینہ طیبہ سے عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور مقام حُدَیْبِیَہ میں تشریف لائے تو کفارِ مکہ نے آپ کا راستہ روکا آپ نے دریافت واقعہ کی غرض سے کیا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ میں بھیجا کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکے میں روک لیا اور یہ کہا کہ تم کعبے کا طواف کر لو مگر ہم تمہارے نبی کو مکے میں داخل نہیں ہونے دیں گے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک نبی ﷺ طوافِ کعبہ نہ فرمائیں گے میں اکیلے ہر گز ہر گز طوافِ کعبہ نہیں کروں گا اس پر بات بڑھ گئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی میں بہت دیر لگ گئی اور ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دئے گئے اس وقت حضور اکرم ﷺ نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر اصحاب سے بیعت لی اور تمام صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کر لی۔[10]

اس بیعت کے الفاظ کیا تھے؟ اس بارے میں چند الفاظ روایتوں میں مذکور ہیں لیکن سب کا حاصل عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ[11] یعنی "ہر امر و نہی کو بگوش ہوش سننا اور اس پر عمل کرنا۔"

ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مرشد کے ہاتھ پر اتباع شریعت کا عہد و پیمان کرنا قرآن مجید سے ثابت اور باعثِ رضائے الٰہی ہے اور یہی مشائخ کی بیعت ہے جس کو عام طور سے پیری مریدی کہا جاتا ہے۔

ازالہ وہم: بعض ناواقفوں کا خیال ہے کہ حُدَیْبِیَہ کی بیعت جہادِ کفار میں منحصر تھی اور اس کو مُرَوَّجَہ پیری مریدی سے کوئی تعلق نہیں مگر اہلِ علم پر پوشیدہ نہیں کہ یہ خیال سراسر لغو و باطل ہے۔ کیوں کہ بیعتِ حُدَیْبِیَہ کے الفاظ "عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ" سے ظاہر ہے کہ اس بیعت میں مشرکین سے جہاد اور دوسرے اعمالِ صالحہ بھی داخل ہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ بیعتِ حُدَیْبِیَہ جہاد ہی میں منحصر تھی، پھر بھی اس بیعت سے کم از کم اتنا تو بالاجماع ثابت ہی ہو گیا کہ کسی امر دینی کا کسی کے ہاتھ پر عہد کرنا اس کی اصل شارع آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت و ماثور (احادیث) بلکہ ماموربہ (عمل پیرا ہونا) و ماجور علیہ (باعثِ اجر) ہے پھر مُروّجہ پیری مریدی میں اگر مرید اپنے پیر کا ہاتھ پکڑ کر اتباعِ شریعت و اعمال صالحہ کا عہد کرتا ہے، تو یہ کیوں کر محلِّ اعتراض ہو سکتا ہے؟

---

10) (التفسير الكبير، سورة المائدة، قوله تعالى واذكروا نعمة الله عليكم وميثاقه الذي واثقكم به، 142/11، دار الكتب العلمية ببيروت، سنة النشر: 2004م – 1425ھ)

11) (مشكاة المصابيح، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، 1086/2، الحديث 3667-[7]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

جہاد بالنفس: تصوّف میں مشائخ کی بیعت ایک قسم کی بیعتِ جہاد ہے چنانچہ تفسیر جواہر التنزیل میں آیت: وَ جَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ[12] کے تحت مذکور ہے:

قَالَ (الإِمَامُ) الرَّاغِبُ فِي مُفْرَدَاتِ الْقُرْآنِ: وَالْجِهَادُ ثَلَاثَةُ أَضْرُبٍ: مُجَاهَدَةُ الْعَدُوِّ الظَّاهِرِ، وَمُجَاهَدَةُ الشَّيْطَانِ، وَمُجَاهَدَةُ النَّفْسِ، وَتَدْخُلُ ثَلَاثَتُهَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾.[13]

یعنی امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں ظاہری دشمن (کفار) سے جہاد، شیطان سے جہاد، نفس سے جہاد اور یہ تینوں جہاد آیت "وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ" میں داخل ہیں۔

احادیثِ مبارکہ: احادیثِ صحیحہ سے بھی جہاد بالنفس کی تائید ہوتی ہے۔

(1) حدیث میں ہے کہ جَاهِدُوْا الْكُفَّارَ بِأَيْدِيْكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ[14] یعنی کفار سے جہاد کرو اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے۔

(فائدہ) یہ قسمِ اول کا جہاد ہے۔

(۲) حدیث میں ہے کہ "جَاهِدُوْا اَهْوَائَكُمْ كَمَا تُجَاهِدُوْنَ اَعْدَائَكُمْ"[15]

یعنی جہاد کرو اپنی خواہشاتِ نفسانیہ سے جیسے کہ تم اپنے دشمنوں (کفار) سے جہاد کرتے ہو۔

(فائدہ) یہ دوسری اور تیسری قسم کا جہاد ہے۔

جہادِ اکبر: نفس سے جہاد اعلٰی قسم کا جہاد ہے۔ جس کو حدیث شریف میں جہادِ اکبر فرمایا گیا جیسا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک میدانِ جنگ سے واپس ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ، رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ[16]

یعنی چھوٹے جہاد (جہاد کفار) سے ہم بڑے جہاد (جہاد نفس) کی طرف کے ساتھ جہاد پلٹے۔

(۳) حدیث میں ہے کہ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ[17]

یعنی: مجاہد (کامل) وہی ہے جو طاعتِ الٰہی میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے۔ (مشکوٰۃ)

---

12) (الحج:78)

13) (المفردات في غريب القرآن، كتاب الجيم، جهد، ص208، دار القلم، الدار الشامية۔دمشق بيروت، الطبعة: الأولى 1412هـ)

(تفسير المنار، سورة التوبة، تفسير قوله تعالى قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله، 270/10، الهيئة المصرية للكتاب)

14) (المفردات في غريب القرآن، كتاب الجيم، جهد، ص208، دار القلم، الدار الشامية۔دمشق بيروت، الطبعة: الأولى 1412هـ)

(تفسير المنار، سورة التوبة، تفسير قوله تعالى قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله، 270/10، الهيئة المصرية للكتاب)

15) (تفسير الراغب الأصفهاني، سورة البقرة:245، 502/1، كلية الآداب جامعة طنطا، الطبعة الأولى: 1420 هـ/ 1999 م)

(تفسير المنار، سورة التوبة، تفسير قوله تعالى قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله، 270/10، الهيئة المصرية للكتاب)

16) (زوائد تاريخ بغداد على الكتب الستة، الزوائد: 2077، 312/9، دار القلم للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، الطبعة: الأولى، 1996 م)

(تفسير المنار، سورة التوبة، تفسير قوله تعالى قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله، 270/10، الهيئة المصرية للكتاب)

17) (مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، الفصل الثاني، 17/1، الحديث34-[33]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

فائدہ: احادیثِ مذکورہ بالا سے جہاد نفس کا اعلیٰ قسمِ جہاد، اور جہادِ اکبر ہونا ثابت ہے اور جب جہادِ اصغر یعنی جہاد کفار کے لئے بیعت کا مشروع و مسنون (جائز و سنت) ہونا مُسلَّم (ثابت) ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ جہادِ اکبر یعنی جہاد بانفس کے لئے بطریقِ اولی مشروع و مسنون (جائز و سنت) ہو۔

پھر ایک بیعت کو ماثور و ماجور علیہ (عمل کرنا باعثِ اجر) قرار دینا اور دوسری بیعت کو بدعت و ضلالت (گمراہی) کہنا سراسر سفاہت (بے وقوفی) و جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

(۳) يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۲)

(الممتحنة:12)

ترجمہ: اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضعِ ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی (ف ۴۴) تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے اُن کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فائدہ: عورتوں کی یہ بیعت فتح مکہ کے دن ہوئی حضور علیہ الصلوۃ والسلام صفا کی پہاڑی پر رونق افروز تھے پہلے آپ نے مومن مردوں سے بیعت لی پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ پہاڑی کے نیچے اتر کر عورتوں سے بیعت لیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں سے بیعت لیتے تھے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے احکام ان عورتوں تک پہنچاتے تھے۔[18] (تفسیر معالم التنزیل)

بیعتِ مشائخ: اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مردوں اور عورتوں سے بیعت لی اور آیت میں جن اعمالِ صالحہ پر بیعت کا ذکر ہے ان میں سے ایک بھی قتال (لڑائی) کفار سے متعلق نہیں۔

فوائد: (۱) معلوم ہوا کہ یہ بیعت اتباعِ شریعت وتزکیہ نفس (نفس کو گناہ سے بچانے) ہی کے لئے تھی جو بالکل مُروّجہ پیری مریدی کے ہم معنی ہے۔

(۲) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ بیعت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے خصائص (عادات) میں سے نہ تھی بلکہ دوسرے علمائے حقیقت و مشائخ طریقت بھی اس بیعت کے مجاز (حقدار) ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باجازتِ حضور علیہ الصلوۃ والسلام عورتوں سے یہ بیعت کی۔[19]

پیری مریدی: خلاصہ یہ کہ تزکیہ نفس (نفس کو گناہ سے بچانے) واتباعِ شریعت کے لئے مشائخ کی بیعت جس کو پیری مریدی کہتے ہیں قرآن کریم سے ثابت و باعث رضائے الٰہی ہے جو خیر القرون (صحابہ، تابعین وبزرگانِ دین) سے آج تک جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گی۔

خیر القرون میں پیری مریدی: بہت سی احادیثِ صحیحہ بھی اس بارے میں موجود ہیں کہ مشائخ صوفیہ کی پیری مریدی زمانہ رسالتِ مآب ﷺ میں موجود تھی چنانچہ ہم یہاں چند حدیثوں سے اس کا ثبوت عرض کرتے ہیں۔

18) (مختصر تفسير البغوي المسمى بمعالم التنزيل، سورة الممتحنة:12، 948/6، دار السلام للنشر والتوزيع – الرياض، الطبعة: الأولى، 1416ھ)

19) (مختصر تفسير البغوي المسمى بمعالم التنزيل، سورة الممتحنة:10، 948/6، دار السلام للنشر والتوزيع – الرياض، الطبعة: الأولى، 1416ھ)

احادیثِ مبارکہ:

(1) حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت سے جو اس وقت حاضر تھی یہ فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراؤگے اور چوری نہ کروگے اور زنانہ کروگے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے اور اپنے آپ سے جگڑھ کر کسی پر بہتان نہ باندھوگے اور کسی حکمِ شرع میں نافرمانی نہ کروگے تو ہم سب حاضرین صحابہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی۔[20]

(بخاری و مسلم)

(۲) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبرِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اپنا دستِ مبارک پھیلایئے میں آپ سے بیعت کروں گا تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیلا دیا۔[21] (مشکوۃ شریف)

(۳) اُمیمہ بنت قیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نبی ﷺ سے بیعت کی۔[22] (مشکوۃ شریف)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ" کی آیت سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے اور جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار کر لیتی تھی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان سے فرمادیتے تھے کہ میں نے تجھ سے یہ بیعت لے لی یہ بذریعہ کلام ہوتی تھی خدا کی قسم کبھی بھی حضور ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔[23] (بخاری شریف)

فائدہ: یہ چاروں حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ مشائخ کی مُروّجہ پیری مریدی اور طریقہ بیعت بھی سب کچھ زمانہ نبوی میں موجود و معمول تھا اور یقیناً حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت اور مشائخ کی پیری مریدی میں سر مو (بال برابر) فرق نہیں۔

اقسامِ بیعت: مذکورہ بالا حدیثوں کے علاوہ اور بھی بہت سی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت ﷺ سے بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت وجہاد پر کبھی ارکانِ اسلام کی پابندی پر کبھی شریعت پر عمل کرنے اور گناہوں سے بچنے پر۔

چنانچہ ایک مرتبہ انصار کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت کی۔ اسی طرح چند محتاج مہاجرین سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ چنانچہ بیعت کے بعد اُن مہاجرین کا یہ حال تھا کہ اگر گھوڑے سے اُن لوگوں کا کوڑا زمین پر گر پڑتا تو یہ لوگ کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتے تھے بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر کوڑا اٹھاتے تھے۔

بعض عوام اور چند جاہلوں کا یہ خیال کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں بیعتِ جہاد اور بیعتِ خلافت کے سوا کوئی بیعت نہیں ہوتی تھی یہ سراسر مطالعہ کی کمی اور لاعلمی کا وبال ہے۔ ورنہ احادیثِ مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بیعت نہ تو بیعتِ جہاد

20) (مشكاة المصابيح،كتاب الإيمان ، الفصل الأول، 13/1،الحديث18-[17]، المكتب الإسلامي–بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

21) (مشكاة المصابيح،كتاب الإيمان ، الفصل الأول، 15/1،الحديث28-[27]، المكتب الإسلامي–بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

22) (مشكاة المصابيح،كتاب الجهاد ، باب الصلح ، الفصل الثاني، 1184/2،الحديث4048-[7]، المكتب الإسلامي–بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

23) (مشكاة المصابيح،كتاب الجهاد ، باب الصلح ، الفصل الأول، 1183/2،الحديث4045-[4]، المكتب الإسلامي–بيروت،الطبعة: الثالثة، 1985م)

تھی نہ بیعت خلافت بلکہ یہ تمام بیعتیں اعمالِ صالحہ سے متعلق تزکیہ نفس کے لئے تھیں جو زمانہ رسالت مآب ﷺ سے آج تک جاری ہیں۔ جیسا کہ مشائخ کرام کے شجروں سے ظاہر ہے۔

ہاں البتہ فرق اتنا ہے کہ زمانہ نبوت اور خلفائے راشدین کے دور میں چونکہ یہ حضرات علوم ظاہر و باطن اور انتظامِ سیاست و ملت سبھی کمالات کے جامع تھے اس لئے بیعتِ خلافت و بیعت جہاد و بیعتِ تزکیہ نفس غرض ساری بیعتیں انہی کے دستِ حق پرست پر ہوئی تھیں اور ان بیعتوں میں باہم کوئی خاص امتیاز بھی نہ تھا۔ لیکن خلافتِ راشدہ کا دور گزر جانے کے بعد جب امارت و سلطنت کا زمانہ شروع ہو گیا تو اس وقت خلافت کی بیعت تو خلفاء اور امیروں کے ہاتھ پر ہونے لگی اور بیعتِ توبہ و تزکیہ نفس کی سنت قائم کرنے کے لئے علماء ربانیین و مشائخِ دین کی جماعت قائم ہوئی اور اِن بزرگوں نے اس سنت کریمہ کو ہر دور میں زندہ رکھا اور ہر قرن (زمانہ) میں یہ مبارک طبقہ موجود و مقبول رہا اور ہر دور کے علمائے حق نے اِن بزرگوں کی بیعت و صحبت کو **وُصُول إِلَی اللّٰهِ** (اللہ عزوجل سے تعلق) کا ذریعہ قرار دیا۔

چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

"دولت (معرفت) ہر چند کہیں سے بھی پہنچے مگر اس کو اپنے پیر ہی کی طرف راجع کرنا چاہئے اور یہ دولت جس جگہ سے بھی ملے اپنے پیر ہی کی طرف سے سمجھنا چاہئے۔[24] (مکتوبات امام ربانی)

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے مثنوی شریف میں فرمایا:

نفس را نکشد بغیر از ظل پیر دامن آں نفس کش محکم بگیر
بیں مپر الاّ کہ با پر ہائے شیخ تا بہ بینی عون لشکر ہائے شیخ

ترجمہ: نفس کو سوائے مرشد کے کوئی نہ مار سکے گا اے نفس کش بزرگ کا دامن مضبوط پکڑ، اے تنہا انسان رہبر سے سر نہ پھیر، جب تک شیخ کی مدد و لشکر نہ ہو گا کامیابی نہیں ہو سکے گی۔

سچے اور جھوٹے پیر: یہاں فقیر سچے اور جھوٹے پیروں کا امتیاز کرتا ہے تا کہ حق کے مُتلاشی کو سچے پیر کا دامن نصیب ہو اور جھوٹے پیر سے اسے بچنے کا موقعہ مُیَسَّر آسکے۔

سچے پیر: بزرگانِ دین کی روایات ہمارے دل و دماغ میں روحانیت کا صور پھونک رہی ہیں جہاں سلاطین کی شمشیریں اور علماء کی زبانیں تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دینے سے قاصر رہیں وہاں ان صوفیائے کرام کی نگاہوں نے وہ کام کیا کہ ، کوہِ قاف (Caucasus Mountains) سے راس کماری (Kanyakumari) تک مکہ مکرمہ سے ماسکو (Moscow) تک بربر (Berber) واندلس (Andalusia) سے لاہور و دہلی تک اسلامی تعلیمات کے بَرقی قمقمے روشن کر دیئے۔

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اتباعِ سنت پر صوفیائے کرام نے اتنا زور دیا ہے کہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر شریعت کے چراغ روشن ہوئے ہیں تو صرف انہی کے دم سے

24) (معمولات الابرار بمعانی الآثار از علامہ عبد المصطفی اعظمی، ص 63، حنیفیہ پاک پبلشرز، بالمقابل شہید مسجد کھارادر، کراچی)

دیکھئے اپنے اپنے مخصوص انداز میں یہ مشائخ کرام شریعت کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔

(1) سلوک کی راہ وہ شخص طے کر سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں رسول کریم ﷺ کی سنت تا کہ ان دونوں شمعوں کی روشنی میں چلنے سے نہ تو وہ شکوک و شبہات کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کی اندھیریوں میں ٹامک ٹوئیاں[25] مارے۔ (رئیس الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) راستہ کھلا ہوا ہے اور کتاب و سنت کے اَوراق ہمارے سامنے کھلے ہوئے ہیں۔ (شیخ ابو بحر طحتانی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳) غافل علماء منہ پھٹ فقراء اور جاہل صوفیاء کی ہم نشینی سے گریز کر، یہ تین گروہ صحبت کے قابل نہیں۔ (شیخ یحیٰی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ)

(۴) ماضی میں صوفیائے کرام قرآن فقہ حدیث اور تفسیر کے عالم ہوتے تھے۔ (علامہ امن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) جسے شریعت کا علم نہیں اس کا دل جہالت کے مرض میں مبتلا ہے۔ (شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ یعنی داتا گنج بخش)

(۶) ہمیشہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کر تا کہ ان کی شریعت کا نور تیری رہنمائی کرے۔ (خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

(۷) جس نے بھی پیغمبرِ خدا ﷺ کے خلاف راہ اختیار کی وہ ہر گز منزل مقصود تک نہ پہنچے گا۔ (شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

(۸) جاہل پیر مَسخرہ شیطان ہو جاتا ہے اس کی نگاہ حقیقت اور سراب (فریب) میں امتیاز کرنے سے قاصر رہتی ہے۔ (شیخ بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ)

(۹) پیر اس شان کا ہونا چاہئے کہ وہ شریعت، طریقت اور حقیقت کا عالم ہو جب اس کے اندر یہ خصوصیت ہو گی تو خلافِ شریعت فعل سرزد نہ ہو گا۔ (شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۰) اے بھائی اگر تو آج فقراء کے درجات و مراتب کا فرق جاننا چاہتا ہے تو یہ دیکھ کہ وہ کہاں تک شریعت کے پیرو (پیروی کرنے والا) ہیں شریعت ہی وہ کسوٹی ہے جس پر کسی فقیر کی حقیقت پَرکھی جاتی ہے۔ (شاہ کلیم اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۱) اگر کسی شخص کو دیکھو کہ خداوند تعالی کے ساتھ ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے جو اس کو علم شریعت کی حد سے نکال دیتی ہے تو اس کے قریب نہ جاؤ اور اگر کسی شخص کو دیکھو کہ وہ ایک حالت کا دعوی کرتا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ظاہری احکام کی پابندی اس کی شہادت نہیں دیتی تو اس کے دین پر تہمت لگاؤ۔ (شیخ حسن نوری رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۲) کسی پیر کا مسلک دین نہیں بن سکتا کتاب و سنت کی حُجّت (دلیل) کے بغیر چارہ نہیں۔ (شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۳) ایک پیر و مرشد کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کا زبردست عالم ہو۔[26] (القول الجمیل ص ۱۴ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۱۴) وہ (اولیاء اللہ) خدا کے دین اور پیغمبر کی سنت کے لئے مضبوط قلعے تھے۔ (میر خوسرو رحمۃ اللہ علیہ)

یاد رہے کہ حالات کے تقاضے اور وقت کی مصلحتیں علمائے ظاہرین کو اس بات پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ خلوت میں احکام شریعت کا اعلان کریں اور حَبُوث (نقصان) میں اُمراء و سلاطین کی خوشنودی مزاج کی خاطر زبان بند رکھیں یا من گھڑت تاویلات کا سہارا ڈھونڈیں۔ اس کے بر خلاف ہم یہ دیکھتے ہیں اور

---

25) "بے سمت اور بے نتیجہ کوششیں کرنا"

26) (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، دوسری فصل، مسئلہ ثالث، ص20، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی)

تاریخ اس پر گواہ ہے کہ صوفیا یا علمائے حق نے (علمائے حق بھی دراصل صوفیا کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں) کبھی لاگ لپیٹ (ضد) سے کام نہیں لیا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے اعلانِ حق سے پہلو تہی کی (پیچھے ہٹے) ہو ذیل کی چند مثالیں ہم اپنے دعوئی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) عمرو بن ہبیرہ جب خلیفہ دمشق یزید بن عبد الملک کی جانب سے والی عراق و خراسان مقرر ہو کر آیا تو اس نے خواجہ حسن بصری امام ابن سیرین اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہم کو طلب کیا، اور ان کے سامنے یہ تقریر کی کہ یزید بن عبد الملک کو خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں پر خلیفہ مقرر کیا اور اُن کی اتباع اور اطاعت کا عہد لیا ہے (یعنی ملازموں سے) اس کا حکم سننے اور بجالانے کا مجھ کو جو عہدہ خلافت کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے خلیفہ کی طرف سے ایک حکم مجھ کو ملتا ہے اور میں بلا تامل (بغیر سوچ بچار کے) تعمیل کرتا ہوں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سیاسی گفتگو کا جواب جن صاف اور سچے الفاظ میں دیا وہ قابلِ شُنید (سننے کے قابل) ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ، اے ابن ہبیرہ رضی اللہ عنہ یزید کے معاملہ میں خداوند تعالیٰ سے ڈر اور خداوندِ تعالیٰ کے معاملہ میں یزید کا خوف مت کر خدا تعالیٰ تجھ سے یزید کے شر کو رفع (دور) کر سکتا ہے مگر یزید اس اَحکم الحاکمین کے قہر کو نہیں روک سکتا وہ وقت بہت دور نہیں کہ خداوندِ عالم تیرے پاس اپنا ایک فرشتہ بھیجے گا جو تجھ کو شاندار تخت اور وسیع محل سے علیحدہ کر کے تنگ قبر میں پہنچا دے گا وہاں سوائے تیرے اعمال کے کوئی تجھ کو نجات نہیں دلوائے گا ابن ہبیرہ رضی اللہ عنہ اگر تو خدا کا گناہ کرے تو خوب سمجھ لے کہ خلیفہ کو اس نے اپنے دین اور اپنے بندوں کا محافظ و ناصر مقرر کیا ہے۔ پس خدا کے دین کے خلاف اس کے مقرر کئے ہوئے حاکم کی وجہ سے جسارت مت کرنا کیوں کہ خالقِ اکبر کے مقابلے میں مخلوق کا حکم ماننا کسی طرح روا نہیں۔[27] (ابن خلکان ج ا ص ۱۲۸)

(۲) جب منصور عباسی بغداد کا خلیفہ ہوا تو اس کی نظر منصبِ امامت کے لئے امام اعظم پر پڑی چنانچہ انہیں کوفہ سے بلا کر عہدہ قضا قبول کرنے کی فرمائش کی امام اعظم نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھا کر کہا تم کو قاضی ضرور مقرر کروں گا امام اعظم نے بھی قسم کھا کر کہا کہ میں اس عہدہ کو منظور نہیں کروں گا خلیفہ نے دوبارہ قسم کھائی انہوں نے مُکَرَّر قسمیہ انکار کیا اور اپنے انکار کی وجہ یہ بیان کی کہ میں اپنے آپ کو اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا حاجب ابن ربیعہ نے خلیفہ کی چاپلوسی میں امام اعظم سے کہا کہ امیر المومنین قسم کھا چکے ہیں امام اعظم نے فرمایا کہ امیر المومنین کے لئے کفارہ قسم ادا کر دینا بہ نسبت میرے زیادہ سہل (آسانی) ہے۔ مختصر یہ ہے کہ خلیفہ نے امام اعظم کو قید میں ڈال دیا اور اسی قید و بند کے عالم میں امام نے وفات پائی۔[28]

(ابن خلکان ج ا ص ۱۲۸)

(۳) خلیفہ منصور عباسی کے چہرہ پر ایک مکھی بار بار بیٹھی تو اس کے ناک میں دم آ گیا اس نے چلا کر مشہور مفسر قرآن عالم ربانی شیخ ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آخر مکھی پیدا کرنے کی خدا کو کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اس عالم ربانی نے جواب دیا کہ تجھے خبر نہیں خدا نے مکھیاں اس لئے پیدا کی ہیں کہ متکبر کا غرور ٹوٹے اور اس کا سر نیچا ہو (چونکہ تو متکبر ہے اللہ تعالیٰ نے تیرا غرور توڑنے کے لئے مکھی تیرے پیچھے لگا دی)۔[29] (ابن خلکان ج ۲ ص ۱۱۲)

---

27) (تاریخ ابن خلکان، حرف الحاء، الحسن البصري، 140/1، دار الطباعة، 1867م)

28) (تاریخ ابن خلکان، حرف النون، الامام أبو حنيفة نعمان بن ثابت، 294/2، دار الطباعة، 1867م)

29) (تاریخ ابن خلکان، حرف الميم، ابو الحسن مقاتل بن سليمان، 234/2، دار الطباعة، 1867م)

(شرح محمد بن عبد الباقي الزرقاني المالكي على المواهب اللدنية، المقصد الثامن، 188/7، دار الطباعة الميرية، 1861م)

(۴)حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مہدی عباسی کے پاس گئے کہا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک سفر حج میں صرف بارہ اشرفیاں صَرف (خرچ) کی تھیں تمہارا اِسراف جس حد کو پہنچا ہے اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ اپنی سی ذلیل حالت میری بھی کرنا چاہتے ہو؟ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مجھ سے نہ بنو مگر جس حال میں ہو اس میں تو کمی کر دو۔[30] (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۸۵ ج ۱)

خوشامدی ملاؤ مرید: دورِ حاضرہ میں پیری مریدی کا دھندا کرنے والے اکثر شریعت سے بیگانے بلکہ بعض بد قسمت تو شریعت کا مذاق اڑاتے ہیں۔ چونکہ وہ کسی دربار والے کی اولاد ہیں یا کسی طریقہ سے وہ پیر مُغاں (بے عمل پیر) ہیں اسی لئے ان کی ہر غلط بات کو ولایت (جھوٹی) کا راز سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے نہ صرف برداشت ہے بلکہ اسے راز مخفی کا لبادہ اڑھا دیا جاتا ہے اور ایسا نہ صرف عوام اور جُہلاء کرتے ہیں بلکہ خود کو اہلِ علم کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔ رسمی پیروں اور جاہل فقیروں کو اسے خوشامدی ملاؤں کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ وہ اُنہیں اپنا خاندانی پالتو اور وفا شعار مولوی سمجھتے ہیں بلکہ کچھ تھوڑی سی نظر شفقت سے نوازیں تو انہیں اپنا خلیفہ صاحب مشہور کرتے ہیں ایسے خوشامدی ملّا نہ صرف خود گمراہ ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہی کے گڑھے میں ڈالتے ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایسے مولوی قیامت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اِنہی کے لئے لوہے کی گرم لگام منہ میں ڈالنے کی نوید سنائی گئی ہے اور حق بھی یہی ہے کہ ایسوں کو سخت اور بڑی سزا ملنی چاہئے اس لئے کہ جب اِنہیں یقین ہے کہ یہ بے عمل جاہل دین سے بیگانہ پیر ہے کیوں کہ سچا پیر تو رسول اکرم ﷺ کا سچا تابعدار ہے اور یہ جھوٹا پیر رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے دور اور شیطان کا کھلونا ہے اور یہ کوئی راز کی بات بھی نہیں کیوں کہ دینِ مصطفیٰ ﷺ واضح اور کھلے راستہ کا نام ہے۔ اس لئے جو بھی شیطان کے کھلونے پیر کی خوشامد کرتا ہے وہ یقین کرلے کہ کل قیامت میں اسے سخت عذاب کا سامنا ہوگا۔

نقلی پیروں سے جہاد: یوں تو اسلام کے ہر مخالف کا مقابلہ دورِ حاضرہ میں جہاد سے کم نہیں لیکن نقلی پیروں کے خلاف آواز بلند کرنا جہادِ اکبر ہے۔ اس لئے کہ وہ معاش و معاشرہ پر ایسے چھائے ہوئے ہیں کہ کسی کو ان کے خلاف آواز اٹھانے کی جرات نہیں ہو سکتی۔

علمائے کرام جنہیں وراثت نبوی میں حق گوئی کا منصب سپرد ہے اکثر ان کے خوشامدی اور کاسہ لیس (کٹورا پکڑے) ہیں اور ایسے لٹیرے پیر اور شریعت سے دور اور نام کے فقیر اور کام کے ابلیس حکومتی امور اور حکومت کے بااثر لوگوں پر حاوی ہیں اور اہل دنیا کو اپنی جھوٹی پیری فقیری کے دام تزویر (دھوکہ) میں پھنسا کر گرویدہ بنالیتے ہیں اور اکثر عوام تو ویسے بھی کالانعام (بے شعور) ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اُن کے خلاف کرنے سے دنیا میں نامعلوم کتنے مصائب ٹوٹ پڑیں اور آخرت میں تو گویا وہ بہشت کو ایسے جاہل پیروں اور لٹیرے فقیروں کی جاگیر سمجھتے ہیں۔

اسی لئے فقیر اویسی غفرلہ سب سے پہلے اِنہی حضرات سے مخاطب ہے کہ آپ حضرات ہمارے اَسلاف کی نشانیاں اور ان کی اولاد یا رشتہ دار ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کو عرض کریں کہ آپ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلیں ورنہ اللہ بے نیاز کی گرفت سے نہ تم بچ سکو گے نہ تمہارے پیروکار۔

---

30) (تذكرة الحفاظ للذهبي، الطبقة الخامسة، 153/1، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان، الطبعة: الأولى، 1419 ھ 1998م)

پھر علمائے کرام سے گزارش ہے کہ خدارا ایسے پیروں فقیروں کو اولیاء کہنا چھوڑ دو بلکہ ان کے خلاف آواز بلند کرو تا کہ عوام کو غلط فہمی نہ ہو ورنہ کل قیامت میں نہ صرف اپنے گونگے شیطان بننے کی سزا پاؤ گے بلکہ جتنا عوام جُہلاء ایسے جھوٹے لٹیروں اور نقلی پیروں کے جھانسے میں آئیں گے ان کی سزا و عذاب تمہیں ہو گا۔ وما علینا الا البلاغ

نقلی پیر کون: میری گزارش صحرا کی صدا ثابت نہ ہو گی بہت سے خوش قسمت فقیر کے چند نشان بتانے سے ایسے لٹیروں اور جاہل پیروں سے نجات پائیں گے۔ (ان شاءاللہ)

یوں تو اس گئے گزرے دور میں بھی اللہ کے ایسے نیک بندے موجود ہیں جن کے دم سے روحانیت کا بھرم قائم ہے اور جو صحیح معنی میں سلف الصالحین کا نمونہ اور اولیاو مشائخ کے جانشین ہیں۔ لیکن جس طرح ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی اسی طرح ہر وہ شخص جو ولیوں کی وضع قطع اختیار کرلے ولی نہیں ہو سکتا۔ بعض ملمع سازوں (بناوٹی پیر) نے عامتہ الناس کی خوش عقیدگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیری فقیری کا ڈھونگ رچا کر نہ صرف آج کے سچے اور خالص پیروں کے متعلق بدگمانی پیدا کر دی ہے بلکہ اولیائے سابقہ سے بھی سوءِ ظنی (بدگمانی) کا سامان کر دیا ہے۔

ان جھوٹے اور نقلی پیروں کی متعدد قسمیں ہیں۔

(۱) جن کا نہ حسب نسب درست ہے نہ طریقت کے کسی معروف خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن بزعم خود (اپنے گمان میں) پیر بن کر بیٹھے ہیں اور اپنی جھوٹی بچی کرامات سے سادہ لوح (عام) لوگوں کو اپنے دام تزویر (فریب) میں پھنساتے رہے ہیں۔

(۲) ایسے پیر بھی دیکھنے میں آئے ہیں جنہوں نے مختلف اردو فارسی و دیگر زبانوں کے بہت سے اشعار ازبر (یاد) کر رکھے ہیں جن سے اپنے علم و فضل کا سکہ لوگوں پر بٹھاتے ہیں اور اُلٹی سیدھی کرامتوں کا از خود چرچا کر کے جلبِ منفعت (کاروبار) کی صورت پیدا کرتے ہیں۔

(۳) ایک طبقہ ان ننگ دھڑنگ (بے حیاء) فقیروں اور ہوش سے بیگانہ مجذوبوں کا ہے جو سٹہ بازوں اور جواریوں کے ملجی وماوٰی (مددگار) بنے ہوئے ہیں بھنگ اور چرس کے نشے میں ان کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کی بڑی قدر کی جاتی ہے سٹہ باز گوش بر آواز (بغور سنتے) رہتے ہیں۔ جو نہی انہوں نے نشے کی پینک میں کچھ کہا اس سے اپنے مطلب کا مفہوم اخذ کر کے نہال (خوش) ہو گئے۔

(۴) کچھ لوگوں نے تعویز، گنڈے کو کاروبار بنا رکھا ہے یہ نذر اور نیاز کے نام پر لوگوں سے ہزاروں روپے وصول کرتے ہیں انہی میں جن اتارنے والے پیر بھی ہیں عموماً عورتوں کا جمگھٹا (ہجوم) ان کے گرد رہتا ہے جو عموماً ان کی شیطانی خواہشات کا تختہ مشق بنتی ہیں یہ بر خود غلط پیر، موقع ملنے پر مرید کی بیوی لڑکی، بہن یا بہو پر ہاتھ صاف کرنے اور اس کے گھر کا سارا اثاثہ ہضم کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

(۵) ان طالع آزما (نصیب آزما) پیروں میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے بعض فرضی مزارات سے اپنی جھوٹی نسبت قائم کر کے اپنی پیری کا دھندا چلایا ہوا ہے۔ یہ لوگ پہلے کوئی موقع تاک کر ایک فرضی قبر تیار کرتے ہیں اور پھر اس کے متعلق من گھڑت روایات مشہور کر کے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور خود اس کے مجاور یا سجادہ نشین بن بیٹھتے ہیں۔

(۶) بعض بدنہاد لوگوں نے ذکر کے حلقے اور سماع کی محفلیں قائم کر کے اپنی پیری کا بازار گرم کر رکھا ہے حالانکہ یہ ساری ظاہر داری دنیوی وِجاہت اور دولت و امارت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

(ے)ان دونوں فطرت اور ملمع ساز(بناوٹی) پیروں کے علاوہ ایک طبقہ اُن پیروں کا ہے جو "بد نام کنند ان نکو نالے چند"[31] کے زمرے میں آتا ہے۔" اولیاء کے گھر میں بھوت کی مثل "(محاورہ) انہی پر صادق آتی ہے یہ ہیں تو اصلی اور خالص پیروں کی اولاد لیکن ان کے بزرگوں نے جن خبائث کے خلاف زندگی بھر جہاد کیا یہ انہیں میں مبتلا ہیں۔ بزرگوں کے طفیل انہیں زندگی کی ہر نعمت میسر ہے لیکن نہیں میسر تو وہ نیکی، وہ دین داری اور وہ خدا ترسی(تقوی) جو ان بزرگوں کا طُرّہ امتیاز تھا۔ ان کے بزرگوں نے جاہ و حشمت اور اورنگ شاہی کو بھی دلق فقیری(سادہ لباس) اور گلیم درویشی(سادھی چادر) کے مقابلہ میں پرکاہ کے برابر نہیں سمجھا اور یہ دنیا کے دیوانے بنے ہوئے ہیں نہ شراب سے پرہیز نہ زنا سے عار کوئی شرعی عیب ایسا نہیں جو ان میں موجود نہ ہو کتے پالتے ہیں بٹیرے لڑاتے ہیں، گھوڑوں کی ریس لگانے پر سٹہ بازی وغیرہ عبادت سے غرض ہے نہ علم سے واسطہ لوگ ان تمام قباحتوں کے باوجود بزرگوں کی اولاد سمجھ کر ان کے ہاتھ چومتے ہیں گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہیں مگر انہیں پھر بھی حیا نہیں آتی اور اصلاح احوال کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

انتباہ: ہمارے نزدیک جعلی پیروں اور جھوٹے درویشوں کی حوصلہ افزائی کا موجب بھی یہی حضرات ہیں۔

اگر یہ حضرات اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے اپنی زندگیاں صاف ستھری گزارتے تو ان کے ہوتے ہوئے کسی کو پیری اور درویشی کا جھوٹا دعوی کرنے کی جرات نہ ہوتی اور نہ عام مخلوقِ خدا اِنہیں چھوڑ کر ملمع ساز(بناوٹی) پیروں کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کرتی۔

درس عبرت: افسوس ہے کہ بعض بے راہ(بھٹکے ہوئے) سجادہ نشینوں اور فریبی پیروں نے فقر و درویشی کے نام پر ایسا بڑ(درخت) لگایا ہے کہ جو روایات سلف کی حامل معدودے چند ہستیاں اس وقت موجود ہیں انہوں نے یا تو زمانے کی نظروں سے خود کو چھپا رکھا ہے یا اپنی ریاضت و محنت کے ثمر سے کسی کو آشنا نہیں ہونے دیتیں اور جویائے حق(حق کے متلاشی) ان سے استفادہ سے محروم رہتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ کوتہ آستیں(جھوٹے) پیروں کی دراز دستی کے خلاف جہاد کیا جائے اور ارادت و طریقت کے جو رشتے ان کی وجہ سے ٹوٹتے جارہے ہیں انہیں از سر نو استوار(نئے سرے سے مضبوط) کرنے کی کوشش کی جائے اس لئے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اولیاء و مشائخ سے بدگمانی اور سوءِ ظنی(بدگمانی) کی جو فضا پیدا ہوگئی ہے اُسے ختم کیا جائے جن بزرگوں کی کرامات مشہور ہوگئی ہیں ان کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے یہ کمال کیسی کیسی ریاضتوں کے بعد حاصل کیا اور اپنی ریاضت کے اس ثمر سے مخلوقِ خدا کی کس کس طرح خدمت کی، ان میں اور موجودہ دور کے ملمع ساز(بناوٹی) پیروں میں فرق یہ ہے کہ انہوں نے خود کو فنا کر کے دوسروں کے لئے زندگی کا سامان پیدا کیا اور یہ دوسروں کی جیبوں پر ہاتھ صاف کر کے اپنے پیٹ کا ایندھن فراہم کرتے ہیں۔

به میں تفاوت راہ ازکجاست تا به کجا (یعنی دیکھ کتنا بہت بڑا فرق ہے۔)

شریعت و طریقت کا چکر: پیری مریدی کا دھندا کرنے والے سب سے بڑا حربہ(ہتھیار) یہ استعمال کرتے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت شے دیگر، جب ہمارے جیسے ان ہشوم بختوں(خوش قسمت) کو چھیڑتے ہیں تو مریدین کو باور کراتے ہوئے کہتے ہیں، "یہ ملا مولانے راز حقیقت کیا جانے" حالانکہ تمام سلاسل طیبہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ اویسیہ سب متفق ہیں کہ طریقت از شریعت نیست بیرون

یعنی شریعت طریقت سے باہر نہیں۔

31) "وہ کتنے ہی اچھے نصیب والے کو بدنام کریں"

بلکہ یقین کیجئے کہ شریعت کے بغیر طریقت حقیقت و معرفت کا کوئی وجود نہیں۔ شریعت دودھ ہے اور طریقت، معرفت و حقیقت اس سے حاصل کردہ مکھن اور گھی ہے اس لئے کبھی اس دھوکہ میں نہ آنا کہ شریعت و طریقت دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ عموماً جاہل پیر اور بے عمل فقیر اسی بلا میں مبتلا ہیں اور اسی بلائے عظیم کے ذریعے دنیا میں لوٹ مار کر رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایسے پیروں فقیروں کو علمائے کرام سے کوئی محبت نہیں ہوتی خود بھی اور ان کے جاہل مریدین بھی علمائے کرام سے نفرت کرتے نظر آتے ہیں۔

فائدہ: سچے اور سچے اولیائے کرام وہی علماء عظام ہیں جو اہلِ علم ہیں۔ جاہل کبھی ولی اللہ نہیں بن سکتا اگر کسی جاہل کو اللہ تعالیٰ اپنا ولی بنانا چاہتا ہے تو پہلے اسے عالم بناتا ہے پھر ولی اللہ، یہی وجہ دورِ سابق میں ہی علماء کو اولیاء سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے القاب بھی علماء جیسے تھے مثلاً: ملا جامی، مولانا رومی وغیرہ وغیرہ۔

ازالہ وہم: بعض جُہلاء بلکہ خود کو سمجھدار کہلوانے والوں کا خیال ہے کہ عُلماء وفقہاء، اہلِ طریقت و معرفت نہیں، یہ ان کی جہالت و سفاہت (بے وقوفی) ہے۔ حقیقت بَیّن نگاہ (حقیقی نظر) سے دیکھا جائے تو حقیقی اہل معرفت با عمل عُلماء وفُقہاء ہی ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللّٰہ عنہ: علماء وفقہاء کے سردار سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مَدارِک (دلائل) ایسے دقیق (مشکل) ہیں جن کو اکابر اولیاء ہی پہچانتے ہیں۔[32]

نیز، اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ امام اعظم وامام ابو یوسف (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سردارانِ اہل کشف ومشاہدہ ہیں۔[33]

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ٦٢ تا ص ٢٥ ج ٢ مطبوعہ نظامیہ لاہور)

علمائے کرام ہی اولیائے عظام ہیں: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولایت مُسَلَّم ہے آپ نہ صرف علم شریعت کے بحر ذخائر تھے علم طریقت و معرفت کے بھی شہنشاہ تھے عوام کی نگاہوں میں معیارِ ولایت کرامت ہے۔ اگرچہ یہ معیار غلط ہے، بلکہ ولایت کا معیار اتباع شریعت ہے اس کے باوجود امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح دوسرے فقہاء وعلماء سے بھی کرامات کا صدور ہوا اس موضوع کو پختہ کرتے ہوئے اہل علم دلیل دیکھتے ہیں کہ احادیث شریف میں ہے کہ،

(۱) عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، وَقَوْلُهُ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ."[34] (رواه الشيخان)

یعنی عبد المطلب بن ربیعہ سے روایت کیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا تو گناہ اس کے جسم سے نکلیں گے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکلیں گے۔

(۲) امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلم یا مومن بندہ وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے ہر گناہ نکل جاتا ہے جس کی طرف اس نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہو پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ۔ جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اس نے اپنے ہاتھوں سے کئے وہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں اور جب وہ اپنے پیر دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے گناہ پانی کے

---

32) (فتاویٰ رضویہ، کتاب الطہارۃ، اَجلَی الاِعلام اَنّ الفتویٰ مُطلقاً علٰی قولِ الامام، 1/ 147 تا 150، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

33) (فتاویٰ رضویہ، کتاب الطہارۃ، فتویٰ مسمّٰی بہ الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل، 2/ 64 تا 67، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

34) مشکاۃ المصابیح میں یہ حدیث شریف انہی الفاظوں کے ساتھ حضرت عثمان سے مروی ہے۔

(مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، الفصل الأول، 94/1، الحديث 284-[4]، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔[35] اس کو امام مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اور اس مفہوم کی احادیث بکثرت مشہور و معروف ہیں۔

فائدہ: احادیث کی روشنی میں ثابت ہو گیا کہ وضو سے گناہ دُھل کر مشاہدہ میں آتے ہیں اور اصحابِ مشاہدہ اپنی آنکھوں سے وضو کے پانی سے لوگوں کے گناہوں کو دُھلتا ہوا دیکھتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ اہلِ شُہود کے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مستعمل پانی نجاستِ مُغَلَّظَه ہے۔ کیونکہ وہ اس پانی کو گندگیوں میں ملوث دیکھتے تھے، تو ظاہر ہے کہ وہ دیکھتے ہوئے اس کے علاوہ اور کیا حکم لگا سکتے تھے۔

امام شعرانی نے میزان الشریعہ الکبری میں فرمایا کہ میں نے سیدی علی الخواص (جو بڑے شافعی عالم تھے) کو فرماتے سنا ہے کہ، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشاہدات اتنے دقیق ہیں جن پر بڑے بڑے صاحبانِ کشف اولیاء اللہ ہی مطّلع ہو سکتے ہیں، فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جب وضو میں استعمال شدہ پانی دیکھتے تو اس میں جتنے صغائر و کبائر مکروہات ہوتے ان کو پہچان لیتے تھے اس لئے جس پانی کو مُکَلّفْ (بالغ شخص) نے استعمال کیا ہو اس کے تین درجات آپ نے مقرر فرمائے۔

اول: وہ نجاستِ مُغَلَّظَه ہے کیوں کہ اس امر کا احتمال ہے کہ مُکَلّفْ (بالغ شخص) نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔

دوم: نجاستِ متوسطہ اس لئے کہ احتمال ہے کہ مُکَلّفْ (بالغ شخص) نے صغیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔

سوم: طاهر ، غَيْر مُطَهِّرْ (پاک ہے، پاک کرنے والا نہیں) کیوں کہ احتمال ہے کہ اس نے مکروہ کا ارتکاب کیا ہو۔

ان کے بعض مقلدین سمجھ بیٹھے کہ یہ ابو حنیفہ کے تین اقوال ہیں ایک ہی حالت میں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تین اقوال گناہوں کی اقسام کے اعتبار سے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور اس کتاب میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے نجاست کو مُغَلَّظَه اور مُخَفَّفَه میں تقسیم کیا ہے۔

کیونکہ معاصی (گناہ) کبائر ہوں گے یا صغائر اور میں نے سیدی علی الخواص کو فرماتے سنا کہ، اگر انسان پر کشف ہو جائے وہ طہارت میں استعمال کئے جانے والے پانی کو انتہائی گندہ اور بدبودار دیکھے گا اور وہ اس پانی کو اسی طرح استعمال نہ کر سکے گا جیسے اس پانی کو استعمال نہیں کرتا ہے جس میں کتا یا بلی مر گئی ہو۔

میں نے ان سے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف اہلِ کشف سے تھے کیونکہ یہ مستعمل کی نجاست کے قائل تھے تو انہوں نے کہا جی ہاں! ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحب بڑے اہلِ کشف تھے، جب وہ اس پانی کو دیکھتے جس کو لوگوں نے وضو میں استعمال کیا ہوتا تو وہ پانی میں گرتے ہوئے گناہوں کو پہچان لیتے تھے اور کبائر کے دھوون (مستعمل پانی) کو صغائر کے دھوون (مستعمل پانی) سے الگ ممتاز کر سکتے تھے اور صغائر کے دھوون (مستعمل پانی) کو مکروہات سے اور مکروہات کے دھوون (مستعمل پانی) کو خلافِ اَولی سے ممتاز کر سکتے تھے۔

اسی طرح جیسے: محسوس اشیاء ایک دوسرے سے الگ ممتاز ہوا کرتی ہیں، فرمایا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ آپ جامع کوفہ کے طہارت خانہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک جوان وضو کر رہا ہے اور پانی کے قطرات اس سے ٹپک رہے ہیں تو فرمایا: اے میرے بیٹے! والدین کی نافرمانی سے توبہ کر اس نے فوراً کہا میں نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کے پانی کے قطرات دیکھے تو فرمایا: اے میرے بھائی! زنا سے توبہ کر اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ ایک اور

---

35) (مشكاة المصابيح، كتاب الطهارة، الفصل الأول، 94/1، الحديث285-[5]، المكتب الإسلامي– بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

شخص کے وضو کا پانی گرتا ہوا دیکھا تو اس سے فرمایا: شراب نوشی اور فحش گانے بجانے سے توبہ کر، اس نے کہا میں نے توبہ کی۔ اس میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین سے مروی ہے کہ، اُنہوں نے ان وضو خانوں کے پانی سے وضو کو منع کیا ہے جن میں پانی جاری نہ ہو۔

کیونکہ اس میں وضو کرنے والوں کے گناہ بہتے ہیں اور انہوں نے حکم دیا کہ وہ نہروں کنوؤں اور بڑے حوضوں کے پانی سے وضو کریں اور سیدی علی الخواص باوجود شافعی المذہب ہونے کے مساجد کے طہارت خانوں میں اکثر اوقات وضو نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ پانی ہم جیسے لوگوں کے جسموں کو صاف نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ان گناہوں سے آلودہ ہے جو اس میں مل گئے ہیں اور وہ گناہوں کے دھوون (مستعمل پانی) میں یہ فرق بھی کر لیتے تھے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا اور ایک دن میں ان کے ساتھ مدرستہ الازہر کے وضو خانہ میں داخل ہوا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ حوض سے استنجا کریں تو اس کو دیکھ کر لوٹ آئے، میں نے دریافت کیا کیوں؟ تو فرمایا کہ میں نے اس میں ایک گناہ کبیرہ کا دھوون (مستعمل پانی) دیکھا ہے جس نے اس (پانی) کو متغیر (تبدیل) کر دیا ہے اور میں نے اس شخص کو بھی دیکھا تھا جو حضرت شیخ سے قبل وضو خانہ میں داخل ہوا تھا، پھر میں اس کے پیچھے پیچھے گیا اور اس کو حضرت شیخ نے جو کہا تھا اس کی خبر دی اس نے تصدیق کی اور کہا کہ مجھ سے زنا واقع ہوا اور حضرت شیخ کے ہاتھ پر آکر تائب ہوا۔[36] (فتاوی رضویہ شریف)

فائدہ: اس طرح کی بے شمار کرامات فقہاء و علماء سے صادر ہوئیں اسی لئے یہ وہم ہی غلط ہے کہ فقہاء و علماء کو ولایت سے کیا تعلق۔ (معاذ اللہ)

بلکہ بحکم حدیث شریف "فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ."[37] یعنی ایک فقیہ عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری اور سخت ہے۔

عموماً عابدین لوگ غیر فقیہ ہوتے ہیں اور اکثر فقہاء و علماء نہ صرف عالم ہوتے ہیں بلکہ وہ عابد بھی ہوتے ہیں تعجب ہے جہالتِ عوام بلکہ خواص پر کہ عابدین کی کرامات کے تو قائل ہیں لیکن اہلِ علم کے لئے ماننے کو تیار نہیں۔

لطیفہ: یہ گفتگو عبادت گزار اولیاء کی ہے اور دورِ حاضرہ کے مدعیانِ ولایت تو اکثر عبادات سے محروم بلکہ اکثر فِسق و فُجور میں غرق۔

باعمل عُلماء و فُقہاء: حقیقت یہ ہے حقیقی اور اصلی مرشدانِ گرام، عُلماء و فُقہاء عظام ہیں۔ کیونکہ یہی حضرات ورثۃ الانبیاء بالخصوص امام الرسل ﷺ کے جانشین ہیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے علم و علماء (باعمل) کی بہت بڑی ستائش و ثناء اور تعریف فرمائی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ فضیلت علم و علماء)

بلکہ ان کی تحقیر اور تخفیف اور گستاخی کرنے والے کو منافق بتایا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنَافِقٌ: ذُو الشَّيْبَةِ فِي الْإِسْلَامِ، وَذُو الْعِلْمِ، وَإِمَامٌ مُقْسِطٌ.[38] (رواہ الطبرانی)

یعنی تین ہیں جن کا حق کم نہ سمجھے گا مگر منافق (۱) اسلام میں بڑھاپے والا (۲) عالم دین (۳) بادشاہِ اسلام عادل۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد ماۃ اربع عشر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا شخص قابل تعزیر ہے۔[39] (فتاوی رضویہ مطبوعہ نظامیہ ص ۶۴۵ ج ۱۳ لاہور)

---

36) (فتاوی رضویہ، کتاب الطہارۃ، فتوی مسمّٰی بہ الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل، 2/64 تا 67، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

37) (سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، 81/1، الحديث 222، المكتبة العلمية)

38) (المعجم الكبير، عن ابي امامه، 238/8، الحديث 7819، المكتبة الفيصلية۔ بيروت)

39) (فتاوی رضویہ، کتاب الحدود والتعزیر، مسئلہ 276، 13/644 تا 649، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

انتباہ: دورِ حاضرہ میں جتنا طبقہ علماء کرام سے نفرت و حقارت کی زد میں ہے، کسی اور طبقہ میں ایسا نہیں اگر ہے تو بہت ہی کم، تجربہ کر لیجئے کہ اعلیٰ سے ادنی لوگوں تک ملاں مولوی کو ذلّت کا سامنا ہے، یہ شیطان کی تحریک انگریزوں نے اپنائی اور عوام و خواص کو زہر میں میٹھا ملا کر عملی طور ایسی راسخ کر دیا کہ اب عوام و خواص کی نگاہوں میں معاشرہ کے لئے عُلماء وفُقہاء کو نامعلوم کیا سے کیا سمجھا جارہاہے۔

لیکن الحمد للہ علمائے حق یہ سب کچھ گوارہ کر کے دینِ مصطفی ﷺ کی نشر و اشاعت کی لگن میں مگن ہیں اور خوش بخت ہیں وہ عوام و خواص اہلِ اسلام جو علماء با عمل سے وابستہ اور ان کے نیاز مند ہیں، بلکہ یہ لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جو خود اور اپنی اولاد کو جاہل و بے عمل پیروں سے بچا کر با عمل علمائے کرام کے مرید و منتسب ہیں۔

علمائے سوء: عُلماء وفُقہاء سے میری مراد با عمل اور سنی الاعتقاد ہیں نہ کہ بد مذاہب اور بے عمل، بدعقیدہ تو ویسے بھی مارِد (سرکش و نافرمان) سے بھی بدتر ہے اس لئے ایسے کو پیر و مرشد بنانا تو درکنار اس کی صحبت بلکہ میل ملاپ سیدھا جہنم رسید کرے گا اور سنی بے عمل سے بھی بیعت ناجائز ہے اگر چہ عالم ہو۔

اس لئے کہ بے عمل عالم شیطان کا آلہ کار ہے ایسے علماء کی قرآن و احادیث میں سخت مذمّت کی گئی ہے یہاں پر فقیر صرف ایک مکتوب امام ربانی سید نا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر اکتفاء کرتا ہے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عزیز نے شیطان کو فارغ بیٹھا اور گمراہ کرنے اور حق سے ہٹانے کے کام سے مطمئن پایا تو عزیز نے اس سے وجہ پوچھی تو شیطان لعین نے کہا کہ اس وقت کے علماء اس کام میں میرے بڑے مدد گار ہیں اور مجھے اس کام میں انہوں نے فارغ کر دیا ہے۔[40] (مکتوبات ص ۴۶ ج۱)

فائدہ: فقیر نے علماء سے وابستگی سے تحریص و ترغیب دلائی اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام علماء برابر ہوتے ہیں بلکہ میرا مطلب علمائے با عمل اور صاحبانِ معرفت ہیں۔ ورنہ علمائے سوء، عقیدہ کے لحاظ سے یا کردار کے لحاظ سے بھٹکے ہوئے ہیں ان سے تو کوسوں دور بھاگنا ضروری ہے۔

اے برادر! دور شو از اختلاطِ یارِ بَد یارِ بَد بدتر بود از مارِ بَد[41]

یعنی اے بھائی یار بد سے دور ہو وہ اس لئے کہ یار بد برے سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِينَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ.

الفقیر ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی قادری رضوی غفرلہٗ

بہاول پور پاکستان ۱۳۹۷ھ

---

40) (مکتوبات امام ربانی، مکتوب سی و سوم، 1/47، نولکشور لکھنؤ) (فتاوی رضویہ، کتاب الطلاق، باب تعلیق الاطلاق، 13/101 تا 103، رضافاؤنڈیشن لاہور)

41) شیخ سعدی شیرازی کا شعر